

هفت روزہ

لاہور

# معارف

ذی شریعت و سنتی

شیخ القیصر حضرت مولانا محمد علی

شیراوالہ دروازہ لاہور

4 Nov. 1955

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

Printed



۱۹۵۵ء

۱۱ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۸ اکتوبر

خطبہ جمعہ

# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شہید الدہلوی

گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں عرض کر چکا ہوں کہ بیچ الاولیاء کا جہیز مسلمانوں کیلئے ایک جہیز ہے اسی جہیز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں طلوع ہوا تھا اور اسی آہ میں وہ دنیا سے واپس ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سب کے لحاظ سے سب سے زیادہ سب سے زیادہ کی مہر تھی کہ ان کے ذکر کی ہر کت سے ہم سب حاضرین پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو آمین یا اللہ العالمین۔

## وجود مبارک کی خوشبو

معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے قریب آ جاؤ۔ میں آپ سے قریب ہو گیا۔ تو مجھے حقیر کے بدن مبارک سے ایسی خوشبو ملتی ہوئی معلوم ہوئی کہ ایسی خوشبو نہ کبھی مشک میں محسوس ہوتی نہ عنبر میں۔ (رواہ بڑائی)

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ کے کسی راستہ سے گزرتے تھے تو لوگوں کو خوشبو کی جھک آتی تھی۔ اور معلوم ہو جاتا تھا کہ حضور کا گزر اس راستہ سے ہوا ہے۔ (رواہ بڑائی)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے آپ بھی میری ادا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس مال تو نہیں ہے۔ کہ تمہیں دوں۔ ہاں ایک بڑے موٹے والی شیشی اور درخت کی ایک لکڑی لے آؤ۔ اس نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ آپ نے اپنے ہاتھ کی کلاہوں کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈال دیا۔ اس سے شیشی بھر گئی۔ تب فرمایا کہ اس کو لے جاؤ۔ اور اپنی بیٹی سے کہنا کہ اس لکڑی کو شیشی میں ڈال کر اس پسینہ کو خوشبو کی جگہ استعمال کرے۔ اس لکڑی نے

ایسا ہی کیا۔ تو وہ جس وقت خوشبو مگایا کرتی تو اس کی جھک تمام اہل مدینہ محسوس ہوتی تھی۔ (رواہ ابویعلیٰ و الطبرانی)

(۴) حمید بن مسعود سے روایت ہے کہ وہ اور ان کی پانچ بہنیں بیعت کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ اس وقت گوشت کے ٹکڑے تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے گوشت کا ٹکڑا مجھے او میری بہنوں کو دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ وفات کے وقت تک ان میں سے کسی کے مونہ سے بو نہ آئی۔ (رواہ الطبرانی)

(۵) جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تھا۔ عصر کی نماز کا وقت آ گیا۔ اور بہت ٹھنڈا سا پانی تھا۔ اسے ایک برتن میں ڈال کر خدمت اقدس میں لایا گیا۔ آپ نے اس میں ہاتھ ڈال کر انگلیاں پھیل دیں۔ اور فرمایا کہ آکر وضو کرو۔ اور اللہ کی قدرت دیکھو۔ شہ کی قسم میں نے آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی نکل رہا تھا۔ اس وقت ہمارے مجمع کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔ سب نے وضو کیا اور پیٹ بھر کھائی پیا۔

(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک میں خدا ذرا سا فضل تھا۔ بوقت تکلم آپ کے دندان مبارک سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ (رواہ الترمذی)

## حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

### پتھروں اور ختوں کے ذریعہ سے

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم تنہا تشریف فرما تھے۔ اتفاقاً میں خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے قریب بیٹھ گیا۔ اس کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ ان کے بعد فاروق اعظم ان کے بعد ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے۔ اس وقت حضور کے سامنے سات کنکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ آپ نے ان کو پھیلی پر رکھا۔ تو وہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگیں۔ حتیٰ کہ میں نے ان کی بھینٹا ہٹ کی طرح سنی۔ اس کے بعد آپ نے ان کو ہاتھ سے رکھ دیا۔ وہ فوراً ہی چپ ہو گئیں۔ آپ نے ان کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ تو وہ پھر سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگیں۔ حتیٰ کہ میں نے ان کی بھینٹا ہٹ شہد کی لکھی کی بھینٹا ہٹ کی طرح سنی۔ اس کے بعد صدیق اکبر نے ان کو اپنے ہاتھ سے رکھ دیا۔ وہ فوراً چپ ہو گئیں۔ آپ نے ان کو لے کر فاروق اعظم کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ وہ فوراً سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگیں۔ حتیٰ کہ میں نے ان کی بھینٹا ہٹ شہد کی لکھی کی بھینٹا ہٹ کی طرح سنی۔ فاروق اعظم نے اپنے ہاتھ سے رکھا۔ تو وہ پھر چپ ہو گئیں۔ آپ نے اٹھا کر حضرت ذی النورین کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ وہ فوراً سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگیں۔ حتیٰ کہ میں نے ان کی بھینٹا ہٹ کی طرح سنی۔ حضرت ذی النورین نے ان کو اپنے ہاتھ سے رکھا۔ تو پھر چپ ہو گئیں۔ اس کے بعد حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس کا نام خلافت ہوگی۔ ہے۔ (رواہ البیہقی)

(۲) برہ بنت جحرا روایت کرتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت نبوت سے سرفراز فرمائے گا ارادہ کیا۔ تو آپ حسب عادت قضاے حاجت کی غرض سے آبادی سے بالکل دور نکل جاتے تھے۔ اور پہاڑ کی گھاٹیوں اور ناووں تک پہنچتے تھے۔ تو جس پتھر یا درخت پر سے گزرتے تھے۔ وہ اسلام علیکم یا رسول اللہ پکارتا تھا۔ آپ دائیں بائیں گردن پھیر کر دیکھتے تھے۔ مگر کوئی نظر نہ آتا تھا۔ (رواہ ابو نعیم)

(۳) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ کے مشرکوں کی اداہی کی وجہ سے حضور حجوان پر غزوہ (باقی شمار)

# خدا مالدین

جلد ۱ یوم جمعہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۵۵ء شمارہ ۲۵

## غدار کون؟

گورنر جنرل نے اپنی ایک حالیہ نشری تقریر میں کہا کہ ہم غداروں کو برداشت نہیں کریں گے۔ جو غیر ملکی عناصر سے مل کر ملکی سالمیت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ہم گورنر جنرل کے بیان کی تائید کرتے ہیں۔ واضحی ایسے لوگ جو ملک کی فلاح اور یکجہتی کو نقصان پہنچا رہے کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ غدار کے کیا معنی ہیں؟ کیا غدار کا مطلب صرف برسرِ اقتدار طبقہ کے سیاسی حریف ہیں جو عوامی طور پر آپ کے کردار کی تنقید کرتے ہیں یا کوئی اور بھی؟ اس کا جواب ہم انہیں کے الفاظ میں دینا چاہتے ہیں۔ کیا آپ نے اپنے دفاتر میں یہ پورٹ نہیں لگوا رکھے کہ رشوت خور ملک کے غدار ہیں؟ کیا آپ بلیک مارکیٹ اور ناجائز اندوزی کو اس سے پہلے بارہا غدار نہیں قرار دے چکے۔ کیا آپ نے سفارش اور ناجائز ذرائع کو غدار کا مترادف نہیں ٹھہرایا۔ اگر یہ سب ٹھیک ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ ان غداروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی۔

زبان خلق نساہ خدا ہست  
عوام کی زبانوں سے تو یہی آواز نکلتی سنائی دیتی ہے کہ پاکستان میں غبن کرنے اور رشوت لینے والے سرکاری ملازمین اور چور پارلری کرنے

والے تاجروں کو ہر طرح کی سہولت دی جا رہی ہے۔ کیا یہ لوگ غدار نہیں ہیں۔ کیا یہ ملکی سالمیت اور مفاد کو نقصان نہیں پہنچا رہے؟ کیا اب تک انہی افسروں کی معرفت کروڑوں روپیہ کا غبن نہیں ہوا؟ کیا قیمتی زیرِ مبادلہ کی ناجائز درآمد اور برآمد نہیں ہوئی۔ اگر یہ سب درست ہے۔ تو حکومت نے ان کے خلاف کیا اقدام کئے۔

فاریں کرام! برسرِ اقتدار طبقہ بزرگ ہیں جو چاہے غدار ہی کا لیبل لگا دے۔ اور جو چاہیں سزائیں دیں حکومت کے ترکش میں مخالفین کیلئے تو ہر تیر موجود ہے اور جب چاہیں سنگینوں اور گولیوں سے جانور حقوق کے مطالبے کو بھی پامال کر دیں۔ لیکن ان رشوت خوروں منافع اندوزی اور عوام کا خون چھنے والوں کے لیے ایک حرف شکایت بھی نہیں۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ جو لوگ پاکستان کے اتحاد اور بنیاد کو نقصان پہنچائیں وہ قابلِ معافی ہیں۔ بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ اگر ملک کے سیاسی غدار قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں تو مجلسی غدار یعنی رشوت خوار اور منافع اندوز کیوں عزیمتوں کا خون چوسنے صرف ایسے انصاف اور عدل سے ہی ملے گا اور سالمیت محفوظ رہ سکتی ہے۔ ورنہ اگر آپ ایک برائی کا استباب کریں گے تو

دوسری طرف سے سالمیت پر تلوار چل رہی ہوگی۔ جس کا لازمی نتیجہ وہی ہوگا جو پہلی برائی کا ہے۔ حکومت سے درخواست ہے کہ غدار کی گردن دیوچی جائے۔ خواہ وہ سیاسی ہو یا غیر سیاسی اگر آپ ان میں تحقیص کریں گے تو خود سالمیت کو نقصان پہنچانے والے ہوں گے اور اس نئی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔ خالی تقریروں سے نہ سیاسی اور نہ مجلسی غدار ختم ہوگی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پہلے اپنے اندر ملک و قوم کی خدمت کا جذبہ پیدا کریں۔ پھر دوسروں کو اس کی دعوت دیں۔

اگر آپ عملاً ملک و قوم کو نقصان پہنچاتے رہے اور تقریروں میں غداروں کا نام نہ کرتے رہے تو غدار ختم نہ ہوگی۔

## تبصرہ

### چراغِ سنت

شائع کردہ شعبہ نشر و اشاعت جامعہ اسلامیہ قصور۔  
(ضلع لاہور۔ مغربی پاکستان)

سائز: ۲۰x۳۰ صفحات: ۲۲۲ صفحات۔ کاغذ کتابت بہتر قیمت چم (ایک روپیہ چار آنہ) مؤلفہ کا نام نہیں دیا گیا۔  
ملنے کا پتہ: (۱) شعبہ نشر و اشاعت جامعہ اسلامیہ قصور (۲) حضرت مولانا فضل محمد صاحب خطیب جامع مسجد کوٹ رکن دین خاں۔ قصور۔

حق و باطل کی کشمکش ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے اب بھی ہے۔ اور قیامت تک رہے گی۔ مبارک ہیں وہ ہستیاں جن کو اللہ تعالیٰ والے درجے۔ درجے۔ سننے اور فہم کی حمایت کرنے کی عفو عطا فرمائیں۔ زیرِ مطالعہ کتاب اسی توفیق الہی کا نتیجہ ہے مؤلف اور جامعہ اسلامیہ قصور دونوں اس کے لئے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو ان کے لئے نجات داریں کا ذریعہ بنائے۔ امین! کتاب کا نام ہی اس کے موضوع کا آئینہ دار ہے اس کی اشاعت کا مقصد سنت کی ترویج اور بدعات کی تردید ہے۔ اسی ضمن میں سلسلہ عالمی دیوبند کے اکابرین پر بریلویوں نے جو بے بنیاد الزامات عائد کر رکھے ہیں ان کا (باقی صفحہ پر)

نویا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا  
مبارکی تمام شرمکات کا حوالہ اسلام ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ  
پاکستان خوشحال اور مستحکم ہو تو اس کا ایک اور صرف ایک طریقہ  
ہے کہ ہم خدا کے قانون کو اپنی خواہشات کے مطابق ٹھکانے کی  
کو خوش نہ کریں، بلکہ قرآن کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں تو  
پاکستان اس قدر مستحکم اور مضبوط ہو جائے گا کہ دنیا کی کوئی طاقت  
اس کی طرف نظر بد سے نہ دیکھے گی اور اگر کوئی طاعون کی طاقت  
اس کے مقابلہ میں آئیگی تو وہ تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گی یہ  
تجربہ ان کی بناو میں ہو چکا ہے لاکھوں سچے ڈھنگ پر لڑنے والے ملک کے

# حضرت بلالؓ

(از علامہ اقبال جعفری)

چمک اٹھا جو ستارہ ترے مقدر کا  
ہوئی اسی سے ترے غمکے کی آبادی  
وہ آستان نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لئے  
جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں  
نظر تھی صورتِ سماں ادا شناس تری  
تجھے نظائے کاشمیل کلیم سودا تھا  
مدینہ تیری نگاہوں کا نور تھا گویا  
تری نظر کو رہی دید میں بھی حسرت دید  
گری وہ برق تری جانِ ناشکیبہ پر  
ادائے دید سراپا نیساں تھی تیری  
افواں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی  
نماز اُس کے نظائے کا ایک بہانہ بنی

خوشا وہ وقت کہ شرب مقام تھا اُس کا  
خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اُس کا

# جلسہ

(مرتبہ :- چودھری عبدالرحمن خاں صاحب)

آج مؤرخہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۵ء ذکر کے بعد  
مخرومنہ و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل  
تقریر فرمائی :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی - اَمَّا بَعْدُ

عرض یہ ہے کہ میں ہمیشہ آپ سے عرض کیا کرتا ہوں کہ اگرچہ میں بہت گنہگار ہوں اور مجھ  
میں کوئی وجہ ترجیح نہیں ہے۔ نہ کوئی علمی اور عملی فضیلت ہے۔ اور نہ زہد و تقویٰ کا کوئی کمالی ہے  
لیکن چونکہ میرے ذمہ ایک فرض عائد کیا گیا ہے۔ اس لئے آپ کی رہنمائی کے لئے کچھ نہ کچھ عرض کر  
دیا کرتا ہوں۔ انسان کے اندر دو چیزیں ہیں۔ جسم اور روح جسم کی تربیت والدین کرتے ہیں۔ باپ کا کہہ  
لاتا ہے اور ماں پکا کہہ دیتی ہے۔ دونوں کی تربیت سے بچہ قد آور جوان بن جاتا ہے۔ روح کی تربیت  
ہادی کرتے ہیں۔ درحقیقت انبیاء ہی ہادی ہوتے ہیں۔ ان کے بعد ان کے تربیت یافتہ حضرات ہادی بن کر روحانیت  
کی تربیت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہ آئے گا۔ اب ان کے دروازے کے غلام روحانیت  
کے لئے ہادی بن کر آئیں گے۔ میری آج کی تقریر کا عنوان ہے

## تقویٰ اور زہد میں فرق

کے دو درجے ہیں۔

ایک وہ زہد ہے جو مباحات میں اپنے آپ کو بچاتا  
ہے۔ مثلاً ایک شخص تین کی بجائے ایک روٹی  
کھانا ہے تاکہ بچہ کے لئے اٹھ سکے۔ یہ شخص زہد  
کی رضا کے لئے مباحات میں تقصیل کرتا ہے۔ دوسرے  
شخص کو اللہ نے توفیق دی ہے کہ نفیس اور قیمتی کپڑا  
پہنے۔ ریشم نہ ہو اور ٹخنہ سے نیچے نہ ہو۔ اگر توفیق ہو تو  
سور و پیہ گو کا کپڑا پہن سکتے ہیں۔ اسلام اس سے منع  
نہیں کرتا۔ بشرطیکہ آدنی حلال کی ہو۔ لیکن وہ کھد پھینتا  
ہے۔ یہ بھی مباحات میں تقصیل ہے۔

زہد کا دوسرا درجہ خاص ہے۔ وہ یہ ہے کہ  
حلال حرام کی تمیز ہو اور پھر انسان منہی عنہ سے بچے  
میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ اللہ والوں کے جو قول  
کے لئے کی خاک کے ذروں میں جو موتی ملتے ہیں۔ جو  
بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ ان میں سے  
ایک موتی یہ ہے کہ حلال حرام کی تمیز ہو جاتی ہے۔ او  
یہ اللہ کے پاک نام کی برکت ہے۔ باطن کی بینائی  
سے حلال حرام کی تمیز ہوتی ہے۔ عام مسلمان اس قسم

تقویٰ کا معنی ہے الوقتی والوقتیت  
جس کے معنی ہیں ناری میں نگہداشتن اور اندو  
میں اپنے آپ کو بچانا۔ تقویٰ ہر مسلمان کے لئے  
فرض عین ہے۔ کس چیز سے بچانا؟ ہر اس چیز  
سے اپنے آپ کو بچانا جو تعلق باللہ میں خلل انداز  
ہو۔ یہ ہے تقویٰ۔ اس میں ساری منہی عنہ  
چیزیں آجاتی ہیں۔ مثلاً زبان سے ایسے الفاظ نہ  
نکالنا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ یہ زبان  
کا تقویٰ ہے۔ آنکھ سے غیر حرم عورت کو نہ دیکھنا  
اور نہ ایسی جگہ جانا جس سے خدا ناراض ہو یہ آنکھ  
کا تقویٰ ہے۔ قدم اٹھا کر ایسی جگہ نہ جانا جس  
سے خدا ناراض ہو۔ یہ پاؤں کا تقویٰ ہے مثلاً  
سینما گھر۔ ریشمی کپڑا نہ پہننا یہ لباس کا تقویٰ ہے  
مباس کی ایسی وضع سے بچنا جو ممنوع ہے۔ یہ  
بھی تقویٰ ہے۔ مثلاً ٹخنہ سے نیچے پستون  
شلوار یا تہبہ پہننا۔ تقویٰ ہر مرد و زن کے  
لئے لازمی ہے۔

زہد خاص ہے اور تقویٰ عام ہے۔ زہد

کے زہد کے مکلف نہیں کا بل میں ایک جزو ہے۔ لوگ  
پھلوں کے ٹوکے سے بچنا ان کے دروازہ پر کھڑے رہتے  
کہ وہ باہر نکلیں تو پیش کریں۔ وہ جب نکلنے کو فرماتے  
جبرید پیش سگال باندا زید (لے جاؤ کتوں کے آگے  
والدو) اس قسم کے کالمین کو پتہ لگتا ہے کہ یہ چیز  
حلال ہے یا حرام۔ یہ حضرات باطن کی بناء پر مباحات  
کو نظر انداز کرتے ہیں۔ موتی ملنے ارزاں۔ مگر اس قسم  
کے کمال ملنے اس سے بھی گراں ہیں۔ پھر کمال سے ہر  
طالب فیض نہیں اٹھا سکتا۔ اس کے لئے عقیدت۔  
ادب اور اطاعت کی ضرورت ہے۔ ان کے بغیر ساری  
عمران کی صحبت میں رہ کر بھی دین سے محروم جا نیوالے  
ان گنہگار آنکھوں نے دیکھے ہیں ج

تہذیبستان قسمت راجہ سید اور سید کامل  
کہ خضر از آب حیواں نشنمے آرد سکنہ دلا

اس قسم کے کمال حرام اور شنبہ چیزوں سے پرہیز کرتے  
ہیں۔ اس لئے نہیں کہ ان کی زبان کو لذیذ چیزوں سے  
لذت حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ عبادت میں خلل پڑنے  
کے باعث وہ ان سے پرہیز کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رحمہ  
بہت بڑے اولیاء کرام میں سے تھے۔ انہوں نے بادشاہ  
چھوڑ کر اللہ کے دروازہ کی غلامی قبول کر لی تھی۔ مگر حضرت  
میں قیام تھا۔ جنگل سے کڑیاں لاتے اور بازار میں  
فروخت کرتے۔ وقت یہ آواز لگا کرتے تھے۔

مَنْ تَشْتَرِي الطَّيِّبَ بِالطَّيِّبِ

دکون ہے جو حلال مال سے حلال مال کو خریدتا ہے  
ایک دفعہ انہوں نے بازار سے کچھ کھجوریں خریدیں۔  
ان کو کھانے کے بعد ذکر کی لذت سلب ہو گئی۔ اللہ  
سے نکشن ٹوٹ گیا۔ بہت پریشانی ہوئی۔ اللہ کی  
بارگاہ میں گریہ زاری کی تو انعام ہوا کہ غلام دن جو کھجوریں  
تم نے خریدیں وہی بھین کچھ کھجوریں دکاندار کی بھینیں۔  
بھاری نہ بھینیں۔ کہتے ہیں کہ دکاندار نے جب کھجوریں  
قول کر ان کو دیں۔ تو دو کھجوریں پڑے سے نیچے گر  
پڑیں۔ انہوں نے سمجھا کہ میری ہیں۔ دراصل وہ دکاندار  
کی بھینیں۔ ان کو کھانے سے اللہ ناراض ہو گیا اور لذت  
سلب ہو گئی۔ حالانکہ قانون یہ ہے کہ "میری امرت ہے  
خطاؤں سے بچنا اٹھا لئے گئے ہیں (حدیث)۔  
مثلاً روزہ تھا۔ یاد نہ رہا۔ اگر اس عورت میں کسی  
پانی پی لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ یہ ہے خطا۔  
رمضان میں ایک شخص وضو کر رہا تھا۔ بھول کر حلق  
کے اندر پانی چلا گیا۔ یہ نسیان ہے۔ اس قسم کے  
زاد بھی مباحات سے بچتے ہیں۔

یہ باطن کی بینائی کے باعث ان سے بچتے ہیں۔  
بعض بے سمجھ کہہ دیتے ہیں کہ تصوف بدعت ہے۔  
یہ لوح محفوظ سے آیا ہے۔ اس کی بڑی بڑی بکیتیں  
ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا  
فرمائے۔ آمین (باقی صفحہ ۵ پر)



# پیمائش انسانیت

(۳)

آج دنیا پر خود غرضی اور بداخلاقی کا نسون چھایا ہوا ہے اسے چاروں طرف نہیں روکا جاسکتا۔

(از جناب سید ابوالحسن علی صاحب ندوی)

آٹے کا آوا گڑا ہوا ہے مجھے آپ سے

کہنا ہے۔ وہ ہمارا آپ کا مشترکہ مسئلہ ہے مسائل بہت ہیں ایک ایک مسئلہ کو الگ الگ شکل دیں تو بہت دیر لگے گی اور بات بہت دیر پہنچ جائے گی یہ زندگی کا بڑا دردناک سانحہ ہے کہ یہاں آٹے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ اس کی خرابی کو بڑا کیا ہے اس پر غور رکھنا ہے۔

آپ میونسپلٹی کے وائٹ ورکس (WATER WORKS) کے نظام سے واقف ہیں۔ اگر یہاں نلوں سے خراب پانی آنے لگے جو معدہ کو خراب کرے اور اس میں بیماریوں کے جراثیم ہوں تو ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے گھر کے فل میں کپڑا باندھ دے جہاں کرپٹ یا آبال کرپٹ ہو تو شکاری کی طرح کہ وائٹ ورکس کو صاف اور درست کرنے کی فکر کی جائے شہر کے منتظم (ADMINISTRATOR) سے درخواست کی جائے کہ وہ اسے درست کرے۔ ہم اگر کپڑا باندھ کر یا چھال کر پی لیں گے۔ تو بہت سے راستہ چلتے تو واقعتاً یہاں سے ہونے میں مددگار ہوتے ہیں ان کی حفاظت کا کیا طریقہ ہے۔ آپ کو فیصلہ کیجئے کہ اس میں کونسا طریقہ درست ہے۔

آج انسانیت کا وائٹ ورکس خراب ہو گیا ہے جہاں سے زندگی اٹھتی ہے۔ وہ وہاں خراب ہو گیا ہے زندگی کے عجیب گھر (POWER HOUSE) میں خرابی آگئی۔ جہاں سے سارے شہر میں بجلی تقسیم ہوتی ہے اس پر گھنٹی بجاتی جا رہی ہے۔ یہ بڑا دردناک مسئلہ ہے۔ دھوکہ بازی کا دور دورہ ہے۔ آج کا انسان ان سب گندگیوں میں مبتلا ہے۔ آج کے نیکو انسان ان نتائج پر حیران رہے گا۔ لیکن نقصان کس پر آگیا جاسکے اور اس کا ذمہ دار کس کو سمجھا جائے۔

اصل مجرم کون ہے آپ تو انسان ہیں تو سچتے ہیں کہ ان کا دشمن کون ہے۔ کتنا بھی مانے لگے

ہاتھ پر دوڑنا ہے۔ ڈھیلے سے نہیں اگھٹنا۔ اگر کھڑے کیلئے دوڑنی ضرب المثل ہے۔ اسے ڈھیلہ مار پیٹے تو وہ مارنے والے کے پیچھے غصہ میں دوڑے گا۔ وہ سمجھتا ہے کہ خرابی کی جڑ اور مصیبت کا سرچشمہ کہاں ہے ہم آپ جانوروں سے بھی کئے گزرے۔ فیلڈ کے محل میں رہتے ہیں۔ چاروں طرف سے ڈھیلے برس رہے ہیں ایک ہاتھ سے چوبیسواں ہاتھ ہے۔ یہیں وہ کچھ نظر نہیں آتا۔ ڈھیلے پر غصہ آتا رہے ہیں۔ وہ ہاتھ سمجھتا ہے کہ فطر سے اوجھل ہے۔ اور دل کھول کر ڈھیلے پر سارا ہاتھ ہے۔ بڑے بڑے لال بھوکو ڈھیلے میں الجھے ہوئے ہیں۔ انسانیت کے سدھار کے غور و فکر میں عام مفکرین (THINKERS) کا یہی ال ہے۔ ہر ایک کے سوچنے کا طریقہ (WAY OF THINKING) ہوتا ہے۔

پیغمبروں کے سوچنے کا طریقہ

طریقہ ہے۔ ہم اپنے غور و فکر اور کافی تجربے کے بعد بالکل مطمئن (CONVINCED) ہو گئے ہیں کہ پیغمبر مسکتی ہوئی انسانیت کے مسائل کو جس انداز سے حل کیے ہیں وہی صحیح طریقہ ہے۔ جب اس طرز پر اس بنیاد پر کام کیا انسانیت کے دل کی بیماریاں جن چپ کر گئیں۔ انھوں کی سوئیاں خود بخود باہر ہوئیں۔ یہی انسانیت کا زمانہ آیا کہ سب طرف آرام و آسائش ہو گیا۔ قرآن کن راستہ کہ ہر ملک اور ہر قوم میں خدا کا راستہ ٹھنسنے والے آئے۔ ان کی تعلیمات پر زمانہ کے پرے سے پڑ گئے۔ کچھ میں علمی غرور بھی ہو گیا۔ ہم پڑھ کر کہہ گئے اس لئے نہیں ہزار ہزار پہلے کے طریقہ کار فرسودہ

(OUT OF DATE) معلوم ہوتے ہیں۔ اور اس طریقہ پر سوچنا ہمارے لئے عارساں کیا یہی حقیقت ہے کہ سوچ سب سے پہلا ہے۔ نئی روشنی دلے رہنے سوچ سے نکلیں نہیں بند کر سکتے۔ ہم نے پیغمبروں کا طریقہ اپنایا ہم نے انسانیت کے سدھار کا مسئلہ ان سے سیکھا۔

خود غرضی اور بداخلاقی کا نسون

چیز کا ایک ادھ جتنا ہے۔ اگر کسی بڑے سلسلہ کوئی بند کرنا چاہے اور اس کے نتائج سے بچنا چاہے تو اس کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس کا باہر ہی نہ پیدا ہونے پائے۔ میں آپ کو ایک عام فہم مثال دوں۔ گرمیوں میں سمندر میں بخارات (VAPOURS) پر باہر سے ہی وہ بخارات اٹھتے ہیں۔ گرمی سے وہ تبدیل ہوتے ہیں۔ پہاڑوں سے ٹکراتے ہیں۔ اور سردی سے بخارات بارش کی صورت میں بہہ سون سون (MONSOON) کو چاند یا شامیانہ سے نہیں روک سکتے۔ آج دنیا پر بداخلاقی کا مان سون چھایا ہوا ہے۔ یہ زرگری کا مان سون ہے۔ یہ خود غرضی کا مان سون ہے۔ نفس پرستی ہوس اور عیش پرستی کا مان سون ہے دل کے مسئلہ پر غرضی کے اخراجات نفس پرستی کا لوق جب دور سے بڑھ جائے گا۔ عیش پرستی کی گرمی اسے بھلا سکے گی۔ تو خود غرضی کا مان سون برے لگا۔ وہ چاروں طرف سے روکا نہیں جاسکتا۔

اس کا علاج

اللہ کا یقین کرنے کے بعد اپنے اعمال کی جواب دہی کا یقین اور حج اور عمرہ کا یقین ضروری ہے۔ ایک ایسا شخص جو ان چیزوں کو نہیں مانتا اپنے پیدا کرنے والے روزی دینے والے خالق و رازق کو نہیں پہچانتا وہ دنیا پر اقتدار حاصل کر کے اس سے فائدہ کیوں نہ اٹھائے۔ وہ کمر بول کر کیوں نہ اٹھائے وہ جانتا ہے کہ کوششوں سے اسے ایک موقع ملے گا وہ کہتا ہے کہ زندگی کے پورے مرنے کے پورے لو جو لوگ کسی نہ کسی طرح اپنی چالیں اور سوشیا رسی سے اوپر آگئے۔ وہ کیوں کسوں کی بالادستی نہیں کیوں کسی کے قانون کا احترام نہیں کرتے۔ اور آج کاشی کل پر کیوں جھوٹ دیں۔ اگر مجھے بھی معلوم ہو کہ مرے کے بعد کوئی زندگی نہیں اور مے دے کہ یہی زندگی ہے تو پھر میں دنیا کا عیش کس دن کے لئے اٹھاؤں گا۔ عرب کا ایک فوجی شاعر بڑا حوصلہ مند (AMBITIOUS) اور صاف گو تھا وہ کہتا ہے دو قبروں کے ڈھیر بار ہیں۔ اچھا وہ رہا جو خوب عیش کے عرصے اٹھا گیا اور بڑا نامراد ہے جو تکلیفیں اٹھاتا رہا۔ جب مرنے کے بعد دونوں کو خاک ہوتا ہے اور دونوں کا انجام ایک ہے تو میں کیوں اپنی حسرتوں کا خون کر دوں اور کس لئے اٹھاؤں کہ میں جتنا زندگی کا لطف اٹھاؤں (ENJOY) کر لی میرا حق ہے۔

یہ ایک پرانے شاعر کا یہ خدا اور آخرت کا قائل نہ تھا فلسفہ زندگی ہے۔ آج ہمارے اس نئی فلسفہ دور کا بھی یہی فلسفہ زندگی ہے۔ آج کا فلسفہ اور تعلیم بھی یہی ہے۔ کہ کھاؤ پیو اور مسکے ہو (EAT DRINK AND BE MERRY) حب زندگی کا یہ نظریہ بن جائے تو اس سے یہی کردار تیار رہے گا جو ہم دیکھ رہے ہیں۔

## موجودہ حالات قدرتی اور ہماری ذہنی تربیت کا نتیجہ ہیں

خواہشات کا جو مانسون اٹھے گا وہ ضرور برسے گا آج ساری دنیا پر نفسانی خواہشات کے مانسون منڈلا رہے ہیں۔ دنیا کے لوگ کیسے عجیب ہیں سمندر سے اخراجات اٹھے خاموش اٹھے، خاموش رہے۔ ہندوستان کی طرف بڑھے خاموش رہے۔ ہمالیہ سے ٹکرائے تو کچھ نہ بولے۔ اب جب کلکرا کر برس پڑے تو کپڑے بھینکنے کا گلہ ہے آج ساری دنیا کے لال بچھڑ، امریکہ، یورپ اور روس سب اسی طرح کی بولی بولتے ہیں، دل کے بخارات کو پرواز دیتے ہیں اور جب خواہشات کے مانسون برستے ہیں تو اس پر غصہ کرتے ہیں۔ جوں کے تالابوں کو بہا بہا گرتے رہے۔ ساری عمر تم خواہشات کی تربیت کرتے رہے۔ اسی کی تعلیم دیتے رہے۔ تم نے براہ راستی کا استقبال و احترام کیا، جو مال دولت میں تم سے بڑھا مڑا تھا تمہارا (IDEAL) یہ ہے کہ جو جتنا مالدار ہے اتنا ہی اقبال مند اور قابلِ تعظیم ہے۔ تم برابر دولت کی تعریف کرتے رہے۔ تمہارا معیار شرافت مالدار ہی ہے میں کچھ عرصہ پہلے ایک صاحب سے ملنے گیا۔ وہ بڑی بے اتفاقی اور لا پرواہی سے باتیں کرتے رہے اسیثناء میں ایک صاحب آئے جن کو میں پہچانتا تھا وہ سرور قدر تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور جب تک وہ رہے۔ ہاتھ جوڑ کر باتیں کرتے رہے۔ جب وہ چلے گئے تو کہنے لگے کہ یہ بتیں ریڈیو فیس والے ڈاکٹر صاحب ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے واقعہ لکھا ہے کہ وہ ایک دعوت میں معمولی کپڑے پہنے ہوئے چلے گئے۔ کسی نے ان کی بات نہیں پوچھی۔ دوسری دفعہ وہ اچھا لباس پہن کر گئے تو کھلنے پر ان کو بڑے ادب اور تباک سے بٹھایا گیا۔ وہ اپنے کپڑوں پر سائل ڈالتے تھے۔ جب پوچھا گیا کہ آپ کیا کر رہے ہیں تو فرمایا کہ دعوت تو ان کپڑوں کی ہے۔ انھیں کے طفیل میں کھانا ہوا۔ اس لئے انھیں کی خاطر کر رہا ہوں۔ میری ہوتی تو میں پہلے ہی میلے کپڑوں میں آچکا ہوں۔

آج دنیا میں یہی ہو رہا ہے۔ آپ نے، سچے کو کب بتلایا۔ کہ اصل شرافت، اخلاق اور کردار ہے اس نے جبے ہوش سنہالا آپ کا یہی رویہ دیکھا کہ جو موٹر پر آیا اس کا پر تباک خیر مقدم کیا گیا اور جو کچھ پر آیا اس سے بے اتفاقی برتی گئی۔ اس نے اگر معیار شرافت اخلاق اور انسانیت کے بجائے مالدار کی سمجھا تو کیا بیجا کیا۔

اللہ کے پیغمبر اس کے برخلاف تقویٰ کو اخلاق کے معیار شرافت بتلاتے ہیں حضرت عمرؓ سے عرب کے نامی سردار ملنے آئے ان سے کہا گیا کہ انتظار کریں اتنے

میں غریب جتنی مؤذن حضرت بلالؓ آئے تے فوراً اندر بلا لئے گئے۔ مدینہ کے ایک غریب آئے بلائے گئے اور اپنا اپنا کام بارگاہ خلافت سے لودا کر کے واپس چلے۔ جیسے کبھی بدی بات تھی، عرب کے سردار بادشاہوں کا سودا داغ رکھتے تھے۔ انہوں نے اسے بہت محبت کیا۔ انہوں نے کہا۔ خدا کی شان! ہمارے سلسلے میں فقیر و حقیر بلائے جاتے ہیں اور ہم بیٹھے رہیں۔ عجیب معاملہ ہے۔ ان میں سے ایک سمجھ دار آدمی بولے۔ عمر تیرا تو میں تول کر معاملہ کرتے ہیں۔ ان میں نہ ان غریبوں کا قصور ہے نہ عمر کا۔ سب کو اللہ کے نام پر بکرا گیا تھا یہ بڑھ گئے۔ تم بیٹھے رہ گئے۔ تم نے اللہ کے کلام کی قدر نہیں کی۔ وہ آج عمرؓ کے دربار میں تم سے زیادہ قدر والے ہیں۔ کل خدا کے یہاں بھی تم سے پہلے بولچے جائیں گے۔

## جنگوں کا ذمہ دار کون ہے؟

انسانیت کی بڑائی مالدار کی اور مادی عروج سے۔ ہمارا بڑا بڑا آرٹ اور ہمارا ادب سب ہی تعلیم دیتے ہیں کہ جس کے پاس مادی وسائل زیادہ ہوں۔ اور جو جتنا زیادہ مالدار ہوتا تھا ہی وہ شریف ہے۔ دولت مند ہی آدمی ہے غریب آدمی ہی نہیں، آج دنیا میں سارا فساد اسی طرز فکر اور اسی معیار زندگی کا ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ ہر شخص جلد سے جلد مالدار بننا چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے جائز، ناجائز سب طریقے اختیار کرتا ہے۔ اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ عزت دولت ہی سے ہے۔

گزشتہ دوئوں جنگیں مال و دولت اور عزت اور وجاہت کی ہوس کا نتیجہ تھیں۔ میراٹوں میں ایک ہندو دوست سے گفتگو کر آیا گیا، وہ چھوٹے ہی کہنے لگے کہ دنیا میں سارا فساد مولویوں اور پنڈتوں کا ہوا ہے۔ ان کا پیشہ ہی یہ ہے، میں نے عرض کیا کہ جی ہاں، پہلی اور دوسری جنگ مولویوں اور پنڈتوں ہی کی برپائی ہوئی تھی ماس پر وہ خاموش ہو گئے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ دنیا بھر کا خون پینے والے اور خون کی ہولی کھیلنے والے یہودی صفت کا نظام تھے ۱۹۱۷ء کی لڑائی میں یہودی کارخانہ داروں کا ہاتھ تھا۔ ان کے اسلحہ (AMMUNITIONS) کے بڑے بڑے کارخانے تھے۔ ان کو کھانے کے لئے ان کو بڑی بڑی منڈلیوں کی ضرورت تھی۔ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے ماتحت انہوں نے سازشیں کیں، داروین کیں، اور ملکوں اور قوموں کو لڑا دیا۔ ایک کارخانے کو چلانے کے لئے انہوں نے اتنا بڑا فساد برپا کیا کہ جس میں لاکھوں جانیں ضائع ہوئیں اور ملک کے ملک تباہ ہو گئے۔ بس آج قوموں کو ٹکرانے والا جذبہ یہ ہے کہ بس ہماری تجوری بھرے اور ہمارا بول بال ہو۔ ہمارا سکھ چلے ہماری قوم سرخراں ہو۔ یہ بڑے

پیمانے کی خود غرضیاں سارے فتنہ و فساد کی جڑ ہیں۔ تہذیب یا کچھ زبان کا اختلاف فساد کا باعث نہیں ہوا۔ میں پوچھتا ہوں۔ کیا ایک کچھ ایک تہذیب اور ایک قومیت کے لوگ نہیں لڑتے ہمارے یہاں کوڑ پانڈ لڑتے ہیں جو ایک ہی خاندان کے لوگ تھے عرب میں قبیلہ سے قبیلہ لڑا ہے۔ جس کی ایک ہی زبان اور ایک ہی کچھ تھا۔ افغانستان میں پٹھان پٹھان سے پاکستان میں مسلمان مسلمان سے، اور یہاں ہندوستان میں ہندو سے ہندو لڑتا ہے۔ اس ٹکڑوں میں انسانی اغراض کام کر رہے ہیں، خود غرضیاں ٹکڑا رہی ہیں غرض کا تہذیب ٹکڑا رہا ہے۔

## اندکالا و اباسر کو چھوٹا کر دے

یہ ہے کہ دل کی غرابی مند ہو۔ اباسر کو بگاڑ دے وہ اللہ سے بھٹ رہا ہے۔ اندکالا و اباسر کو چھوٹا کر دے ہم سمجھے اباسر کی خرابی اندر گھس گئی ہے اور اباسر کی اصلاح میں لگ گئے۔ جس طرح سارے جسم پر دل کی بیماری کا اثر پڑتا ہے اسی طرح پورے نظام زندگی پر نیتوں کے فتنہ اور ذہنیت کی خرابی کا اثر پڑتا ہے۔ پانچ تھنوں میں آتا ہے کہ ایک انسان دیشکار۔ ہر ایک ہر ایکوں سے جدا ہو گیا اور اسکات ایک بڑھیا کی جھونپڑی میں گھرا پڑی بڑھیا نے دو دھ دو دھ دھ میں اڑا۔ بادشاہ نے یہ ماجرا دیکھا تو اس پر ٹپکس لگنے کا ارادہ کیا دوسرے وقت بکری کا دودھ کم ہو گیا۔ بادشاہ دھیں بٹھا بٹھا بٹھا اس کو پہچانی نہیں تھی۔ بڑھیا نے بڑے افسوس سے کہا کہ آج بکری کا دودھ کم ہو گیا۔ شاید بادشاہ کی نیت میں فتور آ گیا۔

انسان اس دنیا کا بادشاہ ہے۔ اس کی نیت میں فتور آ گیا۔ اس کا دل بگڑ گیا۔ اس لئے یہ سب فساد اور غرابی نظر آ رہی ہے۔ پیچھے کی نظر بہت گہری ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ دل کا پاپ و دھوم، دلوں کو مانجھو، دل ٹھیک کر دو دل کا بگاڑ ہی تو ہے کہ (FOOD CONTROL) ہمارا چھوٹا لاری شروع ہو گئی۔ اور جب قیمتوں کا کنٹرول (PRICE CONTROL) ہوا۔ تو سامان منفقہ ہو گیا۔ اور لوگ ضرورت کی چیزوں کو ترسے گئے۔ جب تک انسان کا پانی من منتہیں ہوتا کچھ نہیں تا۔ کمونزم (COMMUNISM) نے بھی اس حقیقت کو نظر انداز کیا کہ بگاڑ اندر سے شروع ہوتا ہے۔ وہاں بھی من کی کوئی فکر نہیں کی گئی۔ مزدور فائدہ منتی کر رہے ہیں۔ وہ ان کے غول کو پسینہ پر عیش پرستی کر رہے ہیں۔ ان کی لاشوں پر شاندار عمارتیں تیار کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ ہر طرف من مانی ہو رہی ہے۔

ہماری سوسائٹی پانی ہو گئی ہے اس میں ظلم کا بھان صرف شکوہ و گلہ سے دنیا کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ دل





# جماعت نماز پڑھنے کے فضائل

غیر (۲)

از حاجی کمال الدین صاحب مددگار چوبیس شیش مقامی عالمی لکھو

محمد بن سلام ایک بہت بڑے بزرگ اور عالم گذرے ہیں۔ ۱۰۳ (ایک سو تین) برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ اس وقت دوسو (۲۰۰) رکعات نفل روزانہ پڑھا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ مسلسل چالیس برس تک میری ایک مرتبہ کے علاوہ تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی وہ بھی اس دن جس دن کہ میری والدہ کا انتقال ہوا تھا۔ کہ اس کی شغولی کی وجہ سے تکبیر اولیٰ فوت ہو گئی تھی۔

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب امام سورۃ فاتحہ کے بعد آمین کہتا ہے تو ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں۔ جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہو جاتی ہے اس کے پیچھے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جماعت کا جو ثواب مجموعی طور سے حاصل ہوتا ہے وہ کیلے میں حاصل ہو ہی نہیں سکتا چاہے ایک ہزار رتبہ اس نماز کو پڑھ لے۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ ایک آمین کی موافقت ہی صرف نہیں بلکہ حج کی شرکت نماز سے فراغت کے بعد ملائکہ کی دعا جس کا اس حدیث میں ذکر ہے ان کے علاوہ اور بھی خصوصیات ہیں جو جماعت ہی میں پائی جاتی ہیں۔ ایک ضروری امر قابل لحاظ یہ بھی ہے کہ فرشتوں کی اس دعا کا مستحق جب ہی ہوگا جب نماز نماز بھی ہو۔ اور اگر ایسے ہی پڑھی کہ پڑانے کی طرح کی طرح جیسٹ کر نہ پڑا دی گئی تو پھر فرشتوں کی دعا کا مستحق نہیں ہوتا۔

حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو۔ گویا وہ بالکل سامنے ہے اور تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ اور اپنے آپ کو مردوں کی قبرست میں شمار کیا کہ (ذکر) میں اپنے آپ کو سمجھ ہی نہیں کہ پھر نہ کسی بات کی خوشی اور نہ کسی بات سے رنج) اور مظلوم کی بددعا سے اپنے آپ کو بچا۔ اور جو تو اتنی بھی طاقت رکھتا ہے کہ زمین پر کھٹکتا ہوا عشا اور فجر کی جماعت میں شریک ہو سکے تو درجہ نہ کر۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص عشاء

کی نماز جماعت سے پڑھ لے تو اس کو تمام رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لے تو اس کو تمام دن کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ منافقوں پر عشا اور فجر کی نماز بہت بھاری گزرتی ہے اگر ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ جماعت میں کتنا ثواب ہے، تو زمین پگھل کر جاتے اور جماعت سے نماز پڑھتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں سلمان بن کر حاضر ہو، وہ الی نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے جہاں اذان ہوتی ہو، یعنی مسجد میں اس لئے کہ حق تعالیٰ نے تمہارے نبیؐ کے لئے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں۔ انہیں میں سے یہ جماعت کی نماز ہے۔ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ فلاں شخص پڑھتا ہے تو تم اپنے نبیؐ کی سنت چھوڑنے والے ہو گے۔ اور یہ سمجھ لو کہ نبیؐ کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد مسجد کی طرف جائے تو ہر قدم پر ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک ایک خطا معاف ہو جاتی ہے۔ خیال فرمائیے کہ بیعت اور انعام گھر میں نماز پڑھنے سے نہیں مل سکتا۔ اور وہاں تو جو کھلم کھلا منافق ہوتا وہ تو بیگ جماعت سے رہ جاتا۔ ورنہ حضورؐ کے زمانے میں تو عام منافقوں کو بھی جماعت چھوڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ یا کوئی سخت بیمار ہو جاتا تو رہ جاتا۔ ورنہ جو شخص دو آدمیوں کے ساتھ سے گھٹتا ہوا جاسکتا تھا وہ بھی صدف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ صحابہ کے ہاں جماعت کا اس قدر اہتمام تھا کہ اگر بیمار بھی کسی طرح جماعت میں جاسکتا تھا تو وہ بھی جاکر شریک ہوتا تھا۔ چاہے دو آدمیوں کو کھینچ کر لے جانے کی نوبت آتی۔ اور یہ اہتمام کیوں نہ ہوتا جبکہ ان کے اور ہمارے آقاؐ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کا اہتمام تھا۔ چنانچہ حضورؐ کے مرض الوفا میں بھی صورت پیش آئی کہ مرض کی شدت کی وجہ سے بار بار غشی ہوتی تھی۔ اور کئی کئی دفعہ وضو کا پانی طلب فرماتے۔ آخر ایک دفعہ وضو فرمایا اور حضرت عباسؓ اور ایک دوسرے صحابی کے سپہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے کہ زمین پر بھی پاؤں مبارک اچھی طرح نہ جمتا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے تعمیل ارشاد میں نماز پڑھانا شروع کر دی۔ حضورؐ جاکر نماز میں شریک ہو گئے۔ خیال فرمائیے کہ ہمارے آقاؐ تو بیماری کی حالت میں بھی مسجد تشریف لاکر جماعت سے نماز ادا فرماتے۔ اور ہم جیسے بقیہ بالکل تندرست اور ہوشیار ہو کر بھی مسجد میں قدم نہ رکھیں۔ پھر انہیں باتوں پر ہمیں شفاعت نصیب ہوگی۔

خلافت پیغمبر کے رہ گزیدہ!

کہ ہرگز ہمیں نزلِ نوحاں نہ دے

خالف تو کریں اپنے پیغمبر کی اور خواہش یہ ہو کہ ہماری شفاعت فرمائیے گے۔

اس خیال است و محال است جنوں

فدا کسی دنیا کے حاکم کی مخالفت تو کر کے دیکھئے۔ جب تک تمہیں ناک سے چنے نہیں چھوڑے گا جین سے نہیں بیٹھے گا۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہم دن و رات کے ساتھ اس طرح نماز پڑھے کہ تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو تو اس کو دو پردے ملے ہیں۔ ایک پردہ انہوں سے جہنم سے چھٹکارے کا اور دوسرا اتفاق سے بری ہونے کا۔

حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لئے جائے اور وہاں پہنچ کر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی ہے۔ تو بھی اس کو نماز باجماعت کا ثواب ملے گا اور اس ثواب کی وجہ سے اُن لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی جنہوں نے جماعت سے نماز پڑھی ہے۔ یہ اللہ کا کس قدر انعام و احسان ہے کہ محض کوشش اور سعی پر جماعت کا ثواب مل جائے کہ جماعت نہ مل سکے۔ اللہ کی اس دین پر بھی ہم لوگ خود ہی نہیں تو کسی کا کیا نقصان ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ محض اس کھٹکے سے کہ جماعت ہو چکی ہوگی مسجد جانا ملوثی نہ کرنا چاہئے۔ اگر جاکر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی ہے تب بھی ثواب مل ہی جائے گا۔

حضورؐ فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کی جماعت کی نماز کہ ایک امام ہو ایک مقتدی۔ اللہ کے نزدیک چار آدمیوں کی علیحدہ علیحدہ نماز سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اسی طرح چار آدمیوں کی جماعت کی نماز آٹھ آدمیوں کی متفرق نماز سے زیادہ محبوب ہے۔ باقی مکتبہ پر ملاحظہ ہو





کے سوائے کچھ نہیں سوچتا۔ مگر بقول مولانا شبلی نعمانی  
اول تو قریش خانہ جنگیوں میں تباہ ہو چکے تھے اور حرب  
نبار کے بعد اس قدر عاجز آ گئے تھے کہ لڑائی کے نام  
سے بھی ڈرتے تھے اور دوسرے ان کا یقین تھا کہ قبیلہ  
پرستی کا جذبہ تمام سرور میں سمایا ہوا ہے۔ لہذا اگر  
انہوں نے رسول خدا پر حملہ کیا۔ تو بنو ہاشم بلا تحقیق  
خون کا انتقام لینے کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔  
لہذا وہ رسول ہاشمی پر ہاتھ تو صاف نہیں کر سکتے تھے مگر  
مسکین مسلمانوں اور خود حضور اکرمؐ کو اپنی سترنیوں  
کا تختہ مشق بنائے رکھتے۔ اور اس طرح سے اپنے  
دل کی بھڑاس نکال لیتے۔ قریشی ناہنجار دوپہر کے  
وقت انکا درگاہ مسلمانوں کو بکھڑے لیتے۔ عرب کی حلقی  
ہوئی ریت پر چپٹ ٹکا کر اوپر بھاری پتھر رکھ دیتے  
مُنہ پر تپا چے مارتے۔ کلمہ توحید سے انکا ر کرواتے۔  
لوہے کی سلاخوں کو گرم کر کے پہلوؤں۔ رخساروں  
اور پیشانی پر داغ دیتے۔ چٹائیوں میں لپیٹ کر دھواں  
دیتے۔ دو اونٹوں سے ایک ایک ٹانگ باندھ  
کر ان کو مخالف سمت میں دوڑا دیتے اور اس طرح  
سے مسلمانوں کا جسم پیرا جاتا۔ اور بعض اوقات پانی میں  
ڈوبکیاں دی جاتیں۔ مگر کشتگان نگاہ مصطفویٰ کی زبانوں  
سے پھر بھی کلمہ شہادت ہی نکلتا تھا۔ ایسے موقعوں  
پر حضور اکرمؐ کو ارشادِ خدایا دہی ہوتا۔ کہ تبلیغ کے  
کام کو باقاعدہ جاری رکھو۔ وَاللّٰہُ یُحْیِیْکُمْ مِّنْ  
الْمَیِّتِ (اور اللہ تعالیٰ آپ کو دشمنانِ دین سے  
اپنی حفاظت و پناہ میں سکھے گا) اور حضور اکرمؐ کے  
ساتھ پیغمبر بھیجتا۔  
اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَفْہَمُوْا  
فَلَا حُجُوْۃَ عَلَیْہِمْ وَلَا هُمْ یَعْزُوْنَ ج۔  
اُولٰٓئِکَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ الَّذِیْنَ خَلَدُوْۤا فِیْہَا  
جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْۤا یَعْمَلُوْنَ۔  
ترجمہ) تحقیق وہ لوگ جنہوں نے اقرار کیا۔ کہ  
ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔ اور پھر  
اس عہد پر ثابت قدم رہے۔ تو نہ ڈرے  
اُن پر اور نہ وہ غلگن ہوں گے۔ یہی  
لوگ اصحابِ جنت ہیں اور اس میں  
ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور یہ دخولِ جنت  
جنت اُن کے نیک کاموں کا بدلہ ہے  
مسلمانوں پر امتدادِ آرائش کی انتہا ہو چکی تھی۔ مگر  
کے چوہدری ابو جہل کی پارٹی اس قدر زوروں پر تھی  
کہ کوئی شخص مظلوم مسلمانوں کی حمایت میں ایک لفظ  
بھی زبان سے نہیں نکال سکتا تھا۔ اور کوئی شخص

## رسول اکرم

کی طرف یک دفعہ بھی عقیدت اور محبت سے دیکھنے پر انداز سانی  
سے نہیں بچ سکتا تھا۔ لیکن باوجود ان سختیوں کے

شعب رسالت کے پروانے مٹے توحید سے اس قدر  
مرشاد تھے۔ کہ یہ کیا ان سے ہزاروں گنا اور مصائب  
کے پہاڑ بھی اگر اُن پر ٹوٹ پڑتے۔ تو اُن کے  
پائے استقلال کو ڈگمگانے سے قاصر رہتے۔  
یہ شہادت گاہِ الفت میں قدم رکھنا ہے!  
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا  
حبِ مصطفیٰ کا متغہ بڑی مشکل سے حاصل ہوتا تھا  
دامِ ہر مروج میں ہے۔ حلقہ صد کام ہنسنگ  
دیکھیں کیا گزرتا ہے۔ خطرہ پر گہرے ہوئے تک غالب  
خاندان محمدؐ پر جو بلا بھی آتی۔ وہ اس کو خندہ پیشانی سے  
جھیلے۔ مگر باری برحق کا دروازہ نہ چھوڑتے۔  
رُخِ اللہ پر نظریں پڑتیں تو بھوک۔ پیاس کفار  
کی سترائیاں غرضیکہ ہر اذیت بھول جاتی اور ایک  
دوسرے کو زبانِ حال سے کہتے ج  
ساجی۔ سے جدا ہو کر جینا کوئی جینا ہے؟  
مسلمانو! مقامِ فکر ہے۔ دین کی نعمت مُفت ہمارے  
ہاتھوں میں آئی ہے۔ اچھا یہ کرامت کو اس نعمت کی  
قدر تھی۔ مگر ہم اس خزانہِ لعل و حواہر کو اپنی غفلت  
میں گنوار رہے ہیں۔ غور کرو کہ ہم کیا ہیں؟ اور ہمارے  
اسلام کیا ہے؟  
ما کلیسا دوست۔ ما مسجد فرشتہ نشین!  
اور دستِ مصطفیٰ ہمیں نہ نوش  
انہوں نے مصائب کے سمندر میں غوا صی کر کے  
دین محمدی کے موتیوں کو حاصل کیا تھا۔ مگر ہم نے اپنے  
گھروں میں پاکر اُن کو گرد و خاک کے ڈھیروں کے  
نیچے دفن کر دیا ہے  
چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک  
وہ محبت کے میدان کے شہسوار تھے۔ حضرت جناب بن  
ارث فرماتے ہیں میں ایک عورت کا غلام تھا۔ وہ مجھ  
کو گرم لوہے کے داغ دیتی تھی۔ ان کو ایک دفعہ  
دھکتے ہوئے کوٹلوں پر چپٹ لٹا کر چھپاتی پر آدمی  
سوار کر دیا۔ تاکہ کروٹ نہ بدلیں مگر ملتے ہیں کہ میری  
کمر کی چربی اور خون سے کوٹلے ٹھنڈے ہو گئے تو  
مجھے تب چھوڑا۔  
خو اصر محبت کا اللہ نگہباز ہو  
ہر قطرہ دریا میں دریا کی سے گرائی  
شاہِ حقیقی کی رضا مندی کا معیار دیکھ کر انسانی عقل و  
خرد و رطہ حیرت میں غرق ہو جاتی ہے۔ مومن مال و  
متاع کی قربانی کے بعد اپنی حیاتِ متعارف کو  
اس کی راہ میں مسکراتا ہوا قربان کرے۔ برابر کے  
بھائیوں اور نوجوان بیٹوں کے لاشے اپنی آنکھوں  
کے سامنے خاک و خون میں تر پڑتے ہوئے دیکھے  
مگر حریتِ شکایت زبان پر نہ لائے۔ اور اگر ان اتنا  
اور کر بلاؤں کا سبب قرآن حکیم سے پوچھا جائے تو  
شاہدِ مطلق اپنی معشرہ فائدہ و دلبرانہ زبان میں خود ہی

اعتراف کرے۔

وَمَا لَقِیْتُمْ مِّنْہُمْ اِلَّا اَنْ یُّقَالُوْا  
بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ (سورہ بروج)

(کفار مومنین سے بدلہ نہ لیتے تھے۔ مگر اسی بات کا  
کہ وہ یقین لائے۔ اللہ تعالیٰ پر جو زبردست ہے اور  
تقریوں والا ہے)

یہ اعلائے کلمۃ الحق ہے۔ یہ اجباتے دین کے  
لئے آخری قطرہ خون کی قربانی ہے۔ یہ ملتِ حنفی کا  
مشخص اور متمیز نشان ہے۔ کہ شجر اسلام کی آبپاری  
ہر زمانے میں مسلمانوں کے خون سے ہو۔ کیونکہ فرشتوں  
اسلام کا دعوت ہے

ہر آنکہ کشتہ نہ شد از قبیلہ یانیت  
حقیقت ہے:۔

سرخوں سے خون کی آتہ ہے تارخوں میں نگ  
کہ بلاؤں سے ہے۔ دینِ مصطفیٰ کی آبرو  
اسلام کا سب سے پہلا مؤذن حضرت مالِ انہیہ  
بن خلف کے گھر میں کانٹوں کی مار کھائے۔ مگر زبان  
پر اُحد اُحد کا درد بھاری رہے اور جب بازار  
میں نکلے۔ تو ہر طرف سے پتھروں کی مار پڑے  
ہر کہ چہ و بازار سے ہوسنگ نشانی  
دیوانہ ترانے تو اس شان سے نکلے  
حضرت عمار بن یاسر کو اس قدر طماچے مارے  
جالتے۔ کہ آپ کے حواس مختل ہو جاتے۔ حضرت  
سمیہؓ جو حضرت عمار کی والدہ تھیں۔ ابوجہل  
ملعون نے اُن کی شرمگاہ میں نیزہ مارا۔ جس  
شہید ہو گئیں۔ اور اسلام میں یہ سب سے پہلی  
شہادت تھی۔ المختصر حضرت سہیلؓ حضرت ابو نعیمؓ  
حضرت ابو ذر غفاریؓ۔ حضرت ہندیر اور ام عبس  
(کنیزیں تھیں) یہ چند اور مبارک ہستیاں تھیں جن  
کو کفار ہمیشہ جو رطل کا تختہ مشق بنائے رکھتے  
تھے۔ مگر یہ روئے مصطفیٰ کے دیوانے ہر  
ایذیت کو صبر و ثبات سے برداشت کرتے تھے۔

۱۹۲۸ء  
شعبہ  
۲۴ نومبر ۱۹۵۵ء

سابقہ  
زبدِ دروازہ  
سید ذوالفقار علی شاہ لاہور

خدا م الدین میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو  
ترویج دیں



[illegible]

تمہیں سزا کرنا ہے یا نہیں؟

[illegible]

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۱

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۴

۳۱۵

۳۱۶

۳۱۷

۳۱۸

۳۱۹

۳۲۰

۳۲۱

۳۲۲

۳۲۳

۳۲۴

۳۲۵

۳۲۶

۳۲۷

۳۲۸

۳۲۹

۳۳۰

۳۳۱

۳۳۲

۳۳۳

۳۳۴

۳۳۵

۳۳۶

۳۳۷

۳۳۸

۳۳۹

۳۴۰

۳۴۱

۳۴۲

۳۴۳

۳۴۴

۳۴۵

۳۴۶

۳۴۷

۳۴۸

۳۴۹

۳۵۰

۳۵۱

۳۵۲

۳۵۳

۳۵۴

۳۵۵

۳۵۶

۳۵۷

۳۵۸

۳۵۹

۳۶۰

۳۶۱

۳۶۲

۳۶۳

۳۶۴

۳۶۵

۳۶۶

۳۶۷

۳۶۸

۳۶۹

۳۷۰

۳۷۱

۳۷۲

۳۷۳

۳۷۴

۳۷۵

۳۷۶

۳۷۷

۳۷۸

۳۷۹

۳۸۰

۳۸۱

۳۸۲

۳۸۳

۳۸۴

۳۸۵

۳۸۶

۳۸۷

۳۸۸

۳۸۹

۳۹۰

۳۹۱

۳۹۲

۳۹۳

۳۹۴

۳۹۵

۳۹۶

۳۹۷

۳۹۸

۳۹۹

۴۰۰

۴۰۱

۴۰۲

۴۰۳

۴۰۴

۴۰۵

۴۰۶

۴۰۷

۴۰۸

۴۰۹

۴۱۰

۴۱۱

۴۱۲

۴۱۳

۴۱۴

۴۱۵

۴۱۶

۴۱۷

۴۱۸

۴۱۹

۴۲۰

۴۲۱

۴۲۲

۴۲۳

۴۲۴

۴۲۵

۴۲۶

۴۲۷

۴۲۸

۴۲۹

۴۳۰

۴۳۱

۴۳۲

۴۳۳

۴۳۴

۴۳۵

۴۳۶

۴۳۷

۴۳۸

۴۳۹

۴۴۰

۴۴۱

۴۴۲

۴۴۳

۴۴۴

۴۴۵

۴۴۶

۴۴۷

۴۴۸

۴۴۹

۴۵۰

۴۵۱

۴

[illegible]

مکتبہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

۱- در این کتاب که منسوب به شیخ بهایی است  
 ۲- در این کتاب که منسوب به شیخ بهایی است  
 ۳- در این کتاب که منسوب به شیخ بهایی است

میں نے اس سے کہا کہ میں نے تم کو جو خط لکھا ہے وہ تمہاری بہن کے پاس بھیج دو۔

۱- کتب و نسخ خطی  
 ۲- کتب و نسخ خطی  
 ۳- کتب و نسخ خطی

۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷

کتابخانه عمومی  
مکتب اعلیٰ مدرسہ اسلامیہ  
لاہور

و درین سبب که تراییده شد که از یک طرف و از طرف دیگر  
شماره یونان به دست آمد که از آنجا که از آنجا که

(جاءه) فبينما هو يسير في الطريق

تھے۔ ہم ایک نیشن ایک خدمت پر آئے تھے۔ ہم یہاں کے بندوں کو خدا کا بندہ بنانے آئے تھے یہاں جو مسلمان آئے تھے۔ وہ اخلاق و محبت خدا پرستی کا پیغام لے کر آئے تھے۔ انہوں نے اس ملک کو کچھ دیا۔ دیا نہیں۔ وہ یہاں سے کچھ لیتے نہیں آئے تھے۔ اس کو کچھ دینے آئے تھے۔ وہ رہتے آئے تھے یہاں سے جانے کے لئے نہیں آئے تھے۔ اگر ایسا سوچتے تو ایسی شاندار دنیا بنا دیتے۔ وہ تو خدا پرستی اور انہوں کی دوستی کی دعوت دیتے تھے۔ کہاں کے عرب کہاں کے عجم۔ یہ سب ہماری بنائی ہوئی خود ساختہ دینیں ساری دنیا کے پیدا کرنے والے خالق و مالک اور لائق اور ساری دنیا کو بغیر شرکت کے چلانے والے ایک اللہ کی طرف سے وہ تعلیم لائے تھے۔ انہوں نے دنیا سے لئے بغیر ساری دنیا کی خدمت کی۔ انہوں نے سچے موتیوں سے انسانیت کی جھولی بھری اور اپنے ہاتھ خالی رکھے۔ اپنے بچوں کی مطلق فکر نہ کی۔ اور اپنے کنبے کی طرف سے آنکھیں بند کر کے پیٹ پر پتھر باندھ باندھ کر لوگوں کی سیوا کی۔ ان کی تکلیفوں کو راحتوں سے بدلا دیا۔ باغریاب میں تقسیم کیا۔ ضرورتوں کی جھولیاں بھریں۔ انھیں خادم اور ملازم دئے اور اپنے بچوں کو باندھ کر محروم رکھا۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر بیٹھے تھے۔ جسم پر نشانات پڑ گئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا تو کہا اللہ احسن۔ آپ اللہ کے رسول ہو کر اس تکلیف میں رہیں اور دنیا کا خون چوسنے والے ظالم قابضوں اور مسہرلوں پر آرام کریں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا عشر عیش تو آخرت کا عیش ہے

### مسلمانوں کی غلطی

ہم مسلمانوں سے کر دی بات کہتے ہیں۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ تم نے ان باتوں کو مانا ہے۔ تمہارا ان پر ایمان ہے۔ تم ان اخلاق و کردار کو چھوڑ کر جانوروں کی سطح پر آ گئے۔ تم اپنے کردار اور عمل سے اسلام کو بدنام کرتے ہو۔ اس کے روشن نام کو مٹا رہا ہے۔ تم دنیا کی اسلامی زندگی کی جو جلیق پھرتی فلم دکھا رہے ہو۔ وہ بڑی افسوسناک ہے تم نے جو زندگی کا نمونہ پیش کیا ہے اس میں کوئی جاذبیت (ATTRACTION) ہے۔ ہے۔ ہے۔ تم جس راہ سے گزر جاتے تھے نقش چھوڑ جاتے تھے دیر تک تمہاری خوشبو محسوس ہوتی رہتی تھی جیسے تم کی خوش گواری محسوس ہوتی رہتی ہے مسلمان جو ہر سے گزرے گا اس کی خوشبو محسوس کرے گا۔ اور جہاں سے چلے آئے وہاں سے سفارشیں بھیجیں گے کہ ہمارے ملک میں سب کچھ ہے مسلمان نہیں ہیں۔ جنہیں دیکھ کر لوگ اپنی زندگی درست کریں۔ اور جو ان کے مقدمات و معاملات میں بے لگ فہم نہ کریں۔ ان کی خواہش پر

مسلمان بھیجے گئے۔ افسوس اب ہم ایسے بن گئے کہ تمہارے نہ ہونے سے ملک میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ توچ تک کسی نے اپنے ملک سے ماہرین فن ڈاکٹروں اور دستکاروں کو نکالا ہے؟ مشرقی پنجاب میں لوہاروں کی ضرورت تھی تو وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر بسائے گئے۔ اگر تم میں اخلاقی برتری (MORAL SUPERIORITY) ہوتی تو اخلاقی ضرورت کا احساس محسوس کرتا تو تمہیں ملک کی امانت سمجھ کر رکھا جائے۔ تمہارے دودھ والے پانی ملانے سے پرہیز کرتے۔ تمہارے دوزی کپڑا بچانے کو عیب سمجھتے۔ تمہارے دستکار اور مزدور محنت سے پورا دن لگ کر کام کرتے۔ تمہارے حاکم رشوت کو حرام سمجھتے تو دنیا کا کوئی ملک تمہاری جدائی کو گوارا نہ کرتا۔

### ایک کشتی کے سوا ابھی مجھے دلی محبت ہے

اپنے وطنی بھائیوں سے ہمارا آپ کا مستقبل ایک دوسرے سے وابستہ ہے آپ اچھے تو ہم بھی اچھے۔ آپ کی تکلیف ہماری تکلیف ہے۔ اللہ کے پیغمبر کسی خاص ملک کو نوازنے نہیں آئے۔ وہ سارے عالم کے لئے رحمت بن کر آئے۔ وَمَا ارْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ خدا کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر عربوں کے غرور کو پاش پاش کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے نسلی غرور کو توڑ دیا ہے میں

مخفی اپنے قدموں سے روند رہا ہوں عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ نہ عجمی کو عربی پر۔ تم سب آدم کی اولاد ہو، اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ ہم سب ایک کشتی کے سوا ابھی کشتی میں ایک اجڑ کا درجہ (STOREY) ہے اور ایک نیچے کا نیچے والے اگر اس میں سوراخ کریں اور اوپر والے ال کا ہاتھ نہ پکڑیں تو کشتی غرق ہو جائے گی۔ اور نیچے اوپر والے سب ڈوب جائیں گے۔ آج ہمارے سب کی زندگی کے نچلے حصہ میں شکات کیا جا رہا ہے۔ اسے روکنے کی فکر کریں۔ اس میں پا جائے اور دعوتی کی کوئی تمیز نہیں۔ کسی بکچر اور تہذیب کی کوئی قید نہیں۔ سمندر کسی کی رعایت نہیں کرتا۔ ہمیں اللہ سمجھ دے۔ سینوں پر روشنی کرے ہم انسانیت کا درد محسوس کریں۔ اپنے اس پیارے ملک کو جس پر ہمارا حق ہے جس کو ہم نے اپنے خون پسینہ سے سینچنا ہے۔ ہم پیغمبروں کے راستہ سے سنواریں۔ ہم اس کو ایک نمونہ کا ملک بنادیں۔ جس میں ایمان و یقین اخلاق و انسانیت اور مہمزدی و اثبات کی مضبوطی اس کیلئے ایک حرمی مہم (BOLD-STEP) کی ضرورت ہے قدم اٹھائیے۔ بہت یحییٰ میں نے کہہ کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لیا۔ آپ اس کا وزن محسوس کریں یہ بوجھ تمہاری طاقت سے باہر ہے اس پر اڑ کر دین اور خجندی سے اس کیلئے کچھ کرنے کا فیصلہ کریں

### جماعت نماز پڑھنے کے فضائل (حصہ ۱ سے اگے)

اور اٹھ سو آدمیوں کی متفرق نماز سے بڑھی ہوئی ہے ایک دوسری حدیث میں ہے کہ متنی بڑی جماعت میں نماز پڑھی جائے گی وہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے مختصر نماز سے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دو چار آدمی مل کر گھر یا مکان پر جماعت کر لیں بس یہ کافی ہے اول تو اس میں مسجد کا ثواب نہیں ملتا۔ دوسرے کثرت جماعت کے ثواب سے بھی محرومی ہوتی ہے۔ مجمع جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ جب اللہ کی خوشنودی کے لئے ایک کام کرنا ہے تو پھر جس طریقے میں اس کی خوشنودی زیادہ ہو ساسی طریقہ سے کرنا چاہئے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ تین چیزوں کو دیکھ کر بڑے خوش ہوتے ہیں۔ ایک تو جماعت کی صفت کو۔ دوسرے اس شخص کو جو آدمی رات (تہجد) کی نماز پڑھ رہا ہو۔ تیسرے اس مسلمان کو جو کسی غیر اسلامی لشکر کے ساتھ لڑ رہا ہو۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں مسجدوں میں بکثرت جاتے رہتے ہیں ان کو قیامت کے دن پورے پورے نور کی خوشخبری سنائی جائے یعنی

آج دنیا میں اندھیری رات میں مسجد جانے کی قدر اس وقت معلوم ہوگی۔ جب قیامت کا ہولناک منظر سامنے ہوگا۔ اور ہر شخص مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ آج کے اندھیروں کی مشقت کا بدلہ اور اس کی قدر اس وقت ہوگی جب ایک چمکتا ہوا اللہ اور آفتاب سے کہیں زیادہ روشنی ان کے ساتھ ساتھ ساتھ ہوگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ قیامت میں نور کے ممبروں پر ہوں گے اور دوسرے لوگ گھبراہٹ میں ہوں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قیامت کے روز ارشاد فرمائیں گے۔ کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں۔ فرشتے عرض کریں گے آپ کے پڑوسی کون ہیں ارشاد ہوگا کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے۔ ایک حدیث میں ہے کہ مسجدیں جنت کے باغ ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں۔ اور سب سے زیادہ ناپسند باندہ۔ (باقی حصہ ۲ پر)





ہم واپس لوٹے تو یہی خیال رہا کہ میرے دماغ میں آتا کہ یہاں کے لوگ کتنے اچھے۔ صفائی پسند اور خوش اخلاق ہیں اور غیر ملکی لوگوں سے ان کا رویہ کتنا اچھا ہے!

**دوسرے دن صبح نو بجے ناشتہ سے**  
**دوسرے دن صبح نو بجے ناشتہ سے**  
 فارغ ہو کر ہم روٹرڈم کو دیکھنے گئے۔ یہ ہالینڈ کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ دوسری جنگ عظیم سے جو تباہ کاری یہاں ہوئی تھی کسی کو عید نہ تھی کہ اس کا اندازہ اتنی سرعت سے ہو گا لیکن ولندیزی لوگوں کی ہمت ہے کہ انھوں نے دس سال کے قبل عرصہ میں نہ صرف شکستہ عمارتوں کا طبع صاف کر لیا بلکہ اس کی جگہ ایسی عمارت بنائیں کہ دیکھنے والا حیران رہ جاتا ہے۔ یہ سرفراخ عمارتیں موجودہ فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہیں جن پر دل کھول کر دیکھنا صرف کیا گیا ہے۔ اور یہ سب کام یہاں کے سوداگروں نے خود کیا ہے۔ پھر لوہا اور سیمنٹ کا یہ امتزاج اپنی نظیر آپ ہے اور دیکھنے والوں کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ یہاں کبھی جنگ ہوئی ہوگی۔ سڑکیں فراخ اور ٹریفک کا انتظام نہایت محقول ہے۔ یہاں پر ہمیں ہول سیل ٹریڈ سنٹر دکھایا گیا جو شاید یورپ کی سب سے بڑی عمارت ہے۔ یہ نئی آبادی میں تعمیر ہوا ہے اور اس کی کئی منزلیں ہیں لیکن سب سے عجیب بات یہ ہے کہ یہاں نہ سڑکیاں ہیں اور نہ ہی بسوں کے لفٹ بلکہ سڑکیں بنی ہیں جن پر موٹر کاریں چلتی ہیں اور ایک منزل سے دوسری منزل پر جانے والے انھیں کاروں میں آتے جاتے ہیں۔ ہماری موٹر نے اس ساری عمارت کا بکھر لگایا۔ یہاں بھی ایس میر کی طرح نہایت خاموشی سے کاروبار ہو رہا تھا۔ اس بین الاقوامی مرکز تجارت میں ہر قسم کی اشیاء کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ گرم مصالحہ۔ بڑے ہاتھی دانت۔ مشینری۔ جہاز۔ کپڑا۔ گھڑیاں۔ مختصر ہر وہ شے جو زمانہ حال میں لوگ استعمال کرتے ہیں یہاں سے مل سکتی ہے۔ یہاں کے محکمہ بیوپاری دنیا کے تمام مکتوں سے تجارت کرتے ہیں۔

دوسری عجیب چیز یہاں تل یا ایک سڑک ہے جو اس کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سڑک ۳۴۴ فٹ لمبی ہے جس میں روشنی کا انتظام اپنی نظیر آپ ہے۔

**دوسرے دن صبح نو بجے ناشتہ سے**  
 روٹرڈم کے چھوٹے ہی فاصلہ پر **ڈیلفٹ** ہے۔ ڈیلفٹ کا قصبہ ہے۔ جہاں سے اب ہماری موٹر گزری۔ یہ قصبہ محلات کا شہر ہے۔ ہر محل میں باغ ہے جہاں درخت اور پھول نہایت قرینے سے لگے ہوئے ہیں۔ ہمیں تو دیکھ کر ایسا سلوم ہوتا کہ یہ شہر حنت کا ایک ٹکڑا ہے جو اٹھا کر یہاں رکھ دیا گیا ہے۔ جا بجا نہریں بہتی ہیں جن کے دور دور پر برابر فاصلہ پر ایک ہی بلندی کے درخت کھڑے ہیں۔ سڑک جس پر ہماری موٹر فراتے بھرتی جا رہی تھی نہایت عمدہ حالت میں تھی۔ اس کے بھی دونوں طرف سرسبز درخت کھڑے تھے۔

**بین الاقوامی عدالت انصاف**  
 ہیگ۔ ڈیلفٹ سے ہو کر ہم ہیگ پہنچے۔

یہ ایسٹروٹم سے چالیس میل کے فاصلے پر ہے اور اپنی نوعیت کا نہایت ہی اہم شہر ہے۔ یہاں انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس یعنی بین الاقوامی عدالت انصاف کا دفتر ہے جس میں دنیا کے بہترین قانون دان برج مقرر ہوتے ہیں۔ یہ لوہاؤں کے ماتحت بین الاقوامی جھگڑوں کی فیصلہ کی حالت ہے مختلف ممالک لاکھوں روپے ویکر اس عظیم الشان عمارت کو مکمل کیا ہے۔ یہ شہر پرانی وضع کی عمارات پر مشتمل ہے۔ اس کے مصنافات میں شیشہ پنچ کا مقام قابل دید ہے۔ یہ حصہ بھی سمندر سے زمین حاصل کر کے آباد کیا گیا ہے اور اس لیے یہاں بھی سمندر کا پانی زمین سے اونچا ہے۔ یہ پھول اور سبزیاں اگانے کا بہت بڑا مرکز ہے۔ پھولوں اور سبزیوں کے کھیت میلوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے رنگ برنگ کے پھولوں کے تختے دعوت نظارہ دیتے ہیں۔

یہاں ڈیری فارم ہیں جن میں ہزاروں گائیں پائی جاتی ہیں۔ ڈیری فارم کے ساتھ وسیع کھیت ہیں۔ جن میں یہ گائیں چرتی رہتی ہیں۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ دونوں وقت یہ اپنی جگہ دودھ نکوانے آجاتی ہیں۔ جب گوالے دودھ نکال لیتے ہیں تو یہ گائیں پھر واپس چراگا ہ کو چلی جاتی ہیں۔ کسی شخص کو انھیں ہانک کر لانے یا لیجانے کی ضرورت نہیں۔ ہر گھاسے تقریباً ۱۸ سیرو دودھ دیتی ہے۔ نہایت فریبور خوش رنگ ہیں۔ غالباً اس کی وجہ آبادی

ہے جو انھیں میسر ہے اور پابندی وقت جن کا ان کو ٹوگر بنایا گیا ہے۔

ڈیری فارم کے علاوہ پولٹری فارم بھی ہیں جہاں سے مرغیاں۔ انڈے اور پرندے دوسرے ممالک کو بھیجے جاتے ہیں۔

یہاں سے فارغ ہو کر ہم لیڈن میں گئے۔ لیڈن۔ یہ ایسٹروٹم سے تیس میل جنوب کی طرف ہے اور "بلب فیلڈز" پھولوں کے کھیت کے لیے مشہور ہے۔ ان فیلڈز کا نظارہ انسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ میلوں تک رنگین پھولوں کے کھیت پھیلے ہوئے ہیں جن پر شیشے کی چھتیں ہیں جو پھولوں کو برف باری اور سردی سے محفوظ رکھتی ہیں اور سورج کی روشنی کو جو ان کی نشوونما کے لیے ضروری ہے آنے سے نہیں روکتیں۔ اس علاقے سے گزرتے ہوئے ہمیں جو راحت اور مسرت حاصل ہوئی وہ ضبط تحریر میں لانا مشکل ہے۔ ہمارا موٹر فراتے بھرتا ہوا سڑک پر جا رہا تھا اور ہمارے سامنے دایں۔ بائیں رنگین پھولوں کے تختے تھے جن میں گل نرگس۔ گل داؤدی اور لاتعداد قسموں اور رنگوں کے پھول کھلے تھے۔ قریباً ہم نے ہم واپس ہوئے میں آئے کیونکہ دوسرے ہی دن ہمیں پھولوں کی اس سونین کو خیر باد کہہ کر لٹل جانا تھا۔ (باقی دارو)

## جماعت نماز پڑھنے کے فضائل (۱۴ سے آگے)

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:-  
 کہ جس شخص کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے تو اس کے ایمان بڑھنے کی گواہی دو۔ مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں۔ جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ مشقت کے وقت وضو کرنا۔ مسجد کی طرف قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنا گناہوں کو دھو دیتا ہے اور مصیبتوں کو دور کر دیتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مسجد سے جتنا دور ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب اس کو ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر قدم پر اجر و ثواب ہے اور جتنی قدم مسجد ہوگی اتنے ہی قدم زیادہ ہونگے اسی وجہ سے بعض صحابہ چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے تھے۔

ایک حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر لوگوں کو ان کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ جھگڑ کر ان کو حاصل کریں۔

ایک اذان کہنا۔ دوسری جماعت کی نماز کے لئے دو پہر کو جانا۔ تیسری پہلی صفت میں نماز پڑھنا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن

جب ہر شخص پر نشان حال ہوگا اور آفتاب نہایت تیزی پر ہوگا۔ سات آدمی ایسے ہوں گے جو اللہ کی رحمت کے سایے میں ہوں گے۔ ان میں ایک شخص بھی ہوگا جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے کہ جب کسی ضرورت سے باہر آئے تو پھر مسجد ہی میں جانے کی خواہش ہو۔ خیال فرمائیے کہ جو بھی مسجد کی شکل ہی نہیں دیکھتے۔ اور مسجد میں آکر نماز باجماعت پڑھنے کو کسر نشان سمجھتے ہیں۔ تو پھر وہ خود ہی سوچ لیں کہ قیامت کے دن کس کے سامنے میں پناہ لیں گے۔ جبکہ ہر کوئی نفسا نفسی کے عالم میں ہوگا۔ اور حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا:- کہ "جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے الفت رکھتے ہیں۔"

خدا تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو نماز باجماعت پڑھنے کی توفیق بخشے کہ اسی کے صدقے میں یہ اس قدر بے شمار انعام و اکرام مرحمت کئے جاتے ہیں۔ آمین ثم آمین!





## بقیہ خطبہ جمعہ (حصہ سے آگے)

ہو کر تشریف فرما تھے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ "اے اللہ۔ آج تو مجھ کو ایسا معجزہ دکھا دے۔ کہ اس کو دیکھنے کے بعد مجھ کو ان جھٹلانے والوں کی پروا ہی نہ ہو۔ چنانچہ آپ نے حسب حکم خداوندی ایک درخت کو جنگل کے ایک کنارہ پر کھڑا ہوا تھا۔ پکارا۔ وہ درخت زمین پر سے تیزی کے ساتھ چلا۔ اور خدمت میں حاضر ہو کر اس نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے اس کو حکم دیا۔ کہ وہ واپس جائے۔ چنانچہ وہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ پھر آپ نے یہ فرمایا۔ کہ اب مجھ کو اپنی قوم میں سے جھٹلانے والوں کی کچھ بھی پروا نہیں ہے (رواہ بزاز والبیہقی)

## حیوانات میں یکے معجزات

(۱) عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ اتفاقاً ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ فلاں قبیلے کے ایک شخص کا وہ اونٹ جس کے ذریعے سے وہ اپنے باغ کو پانی دیتا تھا۔ بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔ یسٹرک حضور اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ ہی ساتھ ہم سب بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ آپ اس سے قریب تشریف نہ لے جائیں مبادا آپ کو اس سے گزند پہنچے مگر حضور اس کے قریب پہنچ گئے اونٹ نے آپ کو دیکھتے ہی سجدہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے اونٹ کے سر پر اپنا دست مبارک رکھا۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ ہمارا ٹو۔ آپ کو ہمارا دی گئی۔ آپ نے ہمارا لگا لی۔ اور فرمایا۔ کہ اونٹ کے مالک کو ملاؤ۔ وہ بلایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس کو کھانے پینے کی تکلیف نہ دو۔ اور طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔ (رواہ ابو نعیم والبیہقی)

(۲) یحییٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ تو ایک اونٹ کو چلاتے ہوئے دیکھا۔ اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا۔ صحابہ کرام نے عرض کی۔ کہ

یا رسول اللہ ہمیں اونٹ کی نسبت سجدہ کرنے کا زیادہ حق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ تم جانتے ہو۔ کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے مالکوں کی چالیس سال تک خدمت کی ہے۔ اب جبکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ تو انہوں نے میری خوراک کم کر دی۔ اور کام زیادہ لینا شروع کر دیا۔ اب ان کے ہاں ایک قریب ہے۔ تو انہوں نے چھری لے کر میرے ذبح کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضور انور نے اونٹ کے مالکوں سے یہ گزارش کیا بھیجی۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ خدا کی قسم اس نے بالکل سچ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ تم اس کو میرے لئے چھوڑ دو۔

(۳) زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں مدینہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی گلی میں تھا۔ کہ ہم مالکوں ایک اعرابی کے خیمہ کی طرف سے ہوا۔ وہاں دیکھا۔ کہ ایک ہرنی خیمے کی چوڑوں سے بندھی ہوئی ہے۔ اس نے آپ کو دیکھتے ہی عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ اس اعرابی نے مجھ کو پکڑا ہے اور جنگل میں میرے دو بچے ہیں۔ میرے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا ہے۔ یہ نہ تو مجھ کو ذبح کرتا ہے۔ کہ اس مصیبت سے چھوٹ جاؤں۔ اور نہ آزاد کرتا ہے۔ کہ میں اپنے بچوں کے پاس جنگل میں پہنچ جاؤں۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ کہ اگر میں تیری رستی کھول دوں۔ تو تو لوٹ کر آجائے گی۔ اس نے عرض کی۔ کہ ضرور آجاؤں گی۔ اور اگر وعدہ خلافی کروں۔ تو اللہ تعالیٰ مجھ کو عذاب (محصول لینے والا) کا سزا عذاب دے۔ آپ نے یہ سن کر اس کو چھوڑ دیا۔ کھوڑی دیر نہ گزرنے پائی تھی۔ کہ وہ اپنی زبان چاٹتی ہوئی واپس آ گئی۔ آپ نے اس کو پھر خیمہ سے باندھ دیا۔ اس کے بعد اعرابی اپنے ساتھ پانی کی مشک لے ہوئے آیا۔ حضور نے اس سے ارشاد فرمایا۔ کہ کیا تم ہرنی کو ہمارے ہاتھ بچو گے وہ بولا۔ کہ یا رسول اللہ۔ میں یہ آپ ہی کو دے دیتا ہوں۔ آپ نے اس

کو چھوڑ دیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا۔ کہ وہ جنگل میں سبحان اللہ سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتی پیرتی تھی (رواہ البیہقی)

## آپ کے معجزات کی وقت

تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات جمع کئے جائیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تعداد میں ان سب سے بڑھ جاتے ہیں۔ اور بتے میں بھی آپ کے معجزات کا درجہ بلند ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ کہ پتھر سے پانی بہ نکلا۔ ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ آپ نے کنکریوں کو پتھریں پر رکھا۔ تو سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگ گئیں۔ اور راوی کہتا ہے کہ میں نے ان کی آواز سنی۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے معجزہ میں پتھروں نے وہ کام کر دکھایا۔ جو انسان کرتے ہیں۔ یا ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ آپ پر جنگل کا ہر پتھر اور ہر درخت السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا۔ پتھر سے پانی کا نکلنا بھی بے شک معجزہ ہے۔ اس پر ہمارا ایمان ہے۔ مگر پتھر سے اسلام علیک یا رسول اللہ کی آواز کا نکلنا اس پر فوقیت رکھتا ہے۔ میں نے تبرکاً دیتا اس ماہ مبارک کی مناسبت سے عرض کر دیا ہے تاکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیووں میں اس سیاہ کار کا نام بھی شامل ہو جائے۔ اور ممکن ہے۔ کہ اسی نسبت سے مغفرت کا متغمل جائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

## آخری عرضداشت

جب خاتم النبیین کا مرتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے بلند و بالا تر ہے۔ اور ہم آپ کی امت کہلاتے ہیں۔ تو ہمیں ہر شعبہ زندگی میں ایسا طریق اختیار کرنا چاہئے۔ جس سے حضور انور کی عزت افزائی ہو۔ اور دربار الہی میں خیر امت کہلانے کے مستحق ہو جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ امت تو آپ کی کہلاتی ہیں اور اعمال کے لحاظ سے شرامت ہو کر جہنم میں جائیں۔

## وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

## بقیہ تبصرہ (حصہ سے آگے)

تسلی بخش جواب عام فہم انداز میں دیا گیا ہے۔ ساتھ ساتھ بریلوں کے غلط عقائد پر بھی تنقید کی گئی۔ ہمیں امید والی ہے کہ طالبان حق کیلئے یہ مختصر سی کتاب ہر لحاظ سے مفید ثابت ہوگی۔





# ہفت روزہ خبریں

ایڈیٹر: عبدالمنان چوہان

جلد بیاض

سالانہ ..... گیارہ روپے  
ششماہی ..... چھ روپے  
فی پرچہ چار آنے

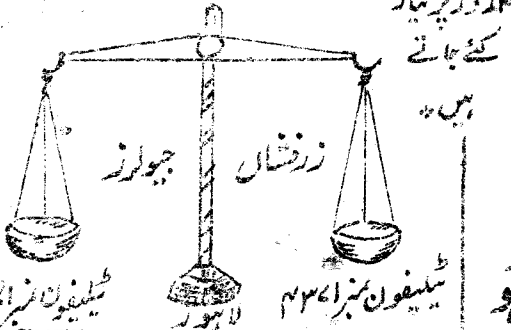
## نفیس زیورات

زیورات خریدنے والے وقت  
دھرم کاٹنے کی سوچی

اور

دکان کا نام دونوں کو ضرور پھیں

زرخشاں جیولری ۳۴ ٹیٹیفون نمبر ۴۲۴۱ لاہور



ہمارے یہاں خالص سونے کے بہترین جڑاؤ اور پین زیورات  
مقابلہ آدراں ملتے ہیں۔ اسکے علاوہ ہر طرح کے زیورات  
کے ڈیزائن تیار  
کئے جاتے ہیں۔

لاہور۔ ۲۶ اکتوبر۔ پاکستان کے وزیر خارجہ سید حمید الحق چوہدری نے  
آج یہاں اگشت کیا کہ پاکستان اور بھارت سیلاب کی زدک تمام کے لئے  
ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔

کراچی۔ ۲۷ اکتوبر۔ آج ۲۶ نومبر کو کشمیر کے متعلق ہونے والی کانفرنس میں  
شرکت کے دعوت نامے جاری کر دئے گئے ہیں معلوم ہوا ہے کہ کانفرنس میں  
مختلف پارٹیوں کے تقریباً ۷۵ رکن شریک ہو گئے۔

لاہور۔ ۲۹ اکتوبر۔ آج پاکستان بھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم  
ولادت کی تقریب سید سہیت احترام اور تزک و احتفام سے منائی گئی۔

کراچی۔ ۳۰ اکتوبر۔ یہاں سے آج ایک خاص گاڑی مغربی پاکستان سٹیٹ  
کے نامزد حکام اور عملے کے ارکان کو لے کر لاہور روانہ ہو گئی۔ ان کی تعیناد  
۳۵۰ بیان کی جاتی ہے۔

لاہور۔ ۳۱ اکتوبر۔ بہاول پور اور پشاور سے مغربی پاکستان سٹیٹ  
کا ماتحت عملہ آج صبح لاہور پہنچ گیا۔ کراچی سے بھی سیکرٹریٹ کے عملہ  
کی ایک سپیشل گاڑی یہاں پہنچ گئی ہے۔

لاہور۔ ۳۱ اکتوبر۔ لاہور اور مرید کے درمیان ریلوے لائن پر گاڑیوں  
کی براہ راست آمد و رفت کا سلسلہ بحال ہو گیا ہے۔ آج چار بجکر ۵۵ منٹ  
پر ۱۳۷- اپ گاڑی سیلاب کے بعد پہلی بار لاہور سے سیالکوٹ روانہ ہوئی۔  
لاہور۔ ۳۱ اکتوبر۔ حکومت مغربی پاکستان نے صوبائی سرزموں کو  
لانے کے لئے قواعد و ضوابط کا اعلان کر دیا ہے۔

کراچی۔ ۳۱ اکتوبر۔ حکومت پاکستان نے افغانستان اور پاکستان کی  
مشترکہ سرحد پر اپنی فوجوں کو چوکنا رہنے کا حکم دیدیا ہے۔ دوسری طرف  
افغانستان نے بھی اپنی فوجوں کو تیار رہنے کا حکم دیدیا ہے۔

کوئٹہ۔ ۳۱ اکتوبر۔ وزیر خارجہ سید حمید الحق چوہدری نے ایک جلسہ عام کو  
خطاب کرتے ہوئے تمام سیاسی جماعتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ دستور سازی  
کے مسئلہ کو اس کی فوری اہمیت کے پیش نظر ایک قومی مسئلہ تصور کریں اور  
جماعتی اغراض سے بالاتر ہو کر دستور تیار کرنے کی کوشش کریں۔

پشاور۔ ۳۱ اکتوبر۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندے نے جو قبا کی علاقہ کا دورہ  
کر رہا ہے۔ لکھا ہے کہ اسکے دو مفتوں تک افغانستان سے مہاجروں کے قافلے  
پاکستان میں داخل ہونے شروع ہو جائیں گے۔ اکا دکا خاندانوں نے ہجرت شروع  
کر دی ہے۔ اور انکی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

حکومت۔ ۲۶ اکتوبر۔ خیال ہے کہ انڈونیشیا  
کولیشن وزارت قائم کی جائے گی۔ جس میں مشرقی مشینٹ  
اور مددہ اطلاعات پارٹیاں شامل ہوں گی۔ ممکن ہے کہ کچھ  
اور کچھ ملک پارٹیاں بھی شامل ہو جائیں۔

قاہرہ۔ ۲۶ اکتوبر۔ مصر اور سعودی عرب ایک  
فوجی معاہدہ پر متفق ہو گئے ہیں جس کے تحت دونوں  
ملکوں کی ایک مشترکہ فوجی کمان قائم کی جائے گی۔

نئی دہلی۔ ۲۶ اکتوبر۔ افغان سفارت خانہ نے  
اعلان کیا ہے کہ حکومت بھارت کی دعوت پر افغانستان کا ایک  
فوجی وفد بھارت کے دار الحکومت نئی دہلی کے لئے روانہ ہو گیا ہے۔

دہلی۔ ۲۶ اکتوبر۔ شام کے وزیر خارجہ نے مغربی طاقتوں کو متنبہ کیا  
ہے کہ اگر انہوں نے اسرائیل کو اسلحہ مہیا کیا تو امن عالم خطرہ میں پڑ جائیگا  
آپ نے یہ بھی اگشت کیا کہ روس نے یقین دلایا ہے کہ وہ اسرائیل کو بھی  
نہیں بھیجے گا۔

قاہرہ۔ ۲۷ اکتوبر۔ مصری حکومت کے ایک ترجمان نے کہا کہ مصری  
فوجیوں کی جوابی کارروائیوں کے نتیجے میں چار اسرائیلی سپاہی ہلاک ہو گئے ہیں  
مصریوں نے اپنی ایک چوکی کو بھی اسرائیل سے واپس لے لیا ہے۔

مراکش۔ ۲۷ اکتوبر۔ چھ ہزار مراکشینوں نے کل جلاوطن سلطان سیدی  
محمد بن یوسف کے حق میں مظاہرہ کیا۔

رباط۔ ۲۹ اکتوبر۔ مراکش کی ریجنی کونسل کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے  
کہ کونسل کے چار ارکان مراکش کے مستقبل کے بارے میں مذاکرات کے لئے  
عنقریب پیرس جا رہے ہیں۔

طنجہ۔ ۳۱ اکتوبر۔ مراکش تخت سے محروم ہونے کے بعد سیدی مولائے  
بن عرف نے اپنے پیشرو سیدی محمد بن یوسف سابق سلطان مراکش کے حق  
میں مراکش تخت کے تمام حقوق سے دستبردار ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔

نئی دہلی۔ ۳۱ اکتوبر۔ شیخ عبداللہ کی میعاد نظرنری میں مزید چھ ماہ کی  
توسیع کر دی گئی ہے۔

یرشلم۔ ۳۱ اکتوبر۔ اسرائیل کے ایک فوجی ترجمان نے بتایا ہے  
کہ آج صبح غزہ کے سرحدی علاقہ میں مصری اور اسرائیلی فوجیوں میں ایک  
اور جھڑپ ہوئی۔

بغداد۔ ۳۱ اکتوبر۔ حکومت عراق نے عرب اور دوسرے دوست  
ممالک کو عراقی فوجی وفد بھیجنے کی دعوت دی ہے۔ اس سال موسم  
خزاں میں عراق کی فوج مشقیں کر رہی ہے۔

گجرات۔ ۳۱ اکتوبر۔ ڈسٹرکٹ جج سٹیٹ گجرات نے پانچ مقامی مذہبی لیڈروں  
کو تین ماہ تک کوئی ایسی تقریر کرنے کی ممانعت کر دی ہے جس سے کسی دوسرے  
گروپ سے نفرت رکھنے والے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔ ان میں  
سے تین دیوبندی (سید عنایت اللہ شاہ - مولوی نذیر اللہ - مولوی محمد امین) اور  
دیوبندی (مولوی حامد شاہ اور مفتی احمد دین) ہیں۔